❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت اخلاقیات

وقت 5-7 منٹ

جسم اور روح کی سِلوٹیں

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ قَدۡ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکُمۡ لِبَاسًا یُّوَارِیۡ سَوۡاٰتِکُمۡ وَرِیۡشًا ؕ وَلِبَاسُ التَّقۡوٰی ۙ ذٰلِکَ خَیۡرٌ ؕ ذٰلِکَ مِنۡ اٰیٰتِ اللّٰہِ لَعَلَّہُمۡ یَذَّکَّرُوۡنَ (الاعراف:27)

اے بنی آدم! یقیناً ہم نے تم پر لباس اُتارا ہے جو تمہاری کمزوریوں کو ڈھانپتا ہے اور زینت کے طور پر ہے۔ اور رہا تقویٰ کا لباس! تو وہ سب سے بہتر ہے۔ یہ اللہ کی آیات میں سے کچھ ہیں تا کہ وہ نصیحت پکڑیں۔

کلام اللہ میں سب کچھ بھرا ہے
یہ سب بیماریوں کی اِک دوا ہے
جو ہے اس سے الگ، حق سے الگ ہے
جو ہے اِس سے جُدا، حق سے جُدا ہے

سامعین کرام! آج مجھے آپ بھائیوں کے سامنے روٹین سے ہٹ کر ایک ایسے موضوع پر گفتگو کرنی ہے جو تربیتی بھی ہے اور اصلاحی بھی ہے۔ عنوان ہے "جسم اور اور رُوح کی سِلوٹیں"

گزشتہ دنوں ایک بہت بڑی تربیتی، اصلاحی اور علمی محفل میں لوگوں کی آمد کا سلسلہ جاری تھا اور ہر کوئی اپنی اپنی نشست پر براجمان ہو رہا تھا۔ ہر انسان کی حرکات اور بیٹھنے کا طریق جُدا جُدا ہوتا ہے۔ ایک دوست کلف لگے شلوار قمیص کے ساتھ ہمارے ٹیبل پر آکر بیٹھ گئے کیونکہ وہ ہم سے اور ہم اُن سے فرینک تھے۔ وہ اپنی طبیعت اور عادت کے پیش نظر اپنے کپڑوں کو بنا سنوار کر بیٹھے کہ کپڑوں کی کریز (crease) خراب نہ ہو اور کوئی سِلوٹ یا چُنٹ کپڑوں پر نہ پڑے۔ وہ دوست خوش لباس واقع ہوئے ہیں اور اپنے لباس کا بہت خیال رکھتے ہیں۔ بسا اوقات انجانے میں وہ نماز میں بھی ایسی حرکت کر جاتے ہیں کہ سجدہ میں جانے سے قبل اپنے کپڑوں کو درست کرتے دکھائی دیتے ہیں کہیں کریز خراب نہ ہو جائے۔ القّصہ مختصر یہ کہ وہ جب ہماری میز پر آکر بیٹھے تو کپڑوں پر سِلوٹیں پڑنے کی بات چل نکلی۔ ہم میں سے ایک دوست نے بڑھاپے میں چہروں اور ہاتھوں پر پڑنے والی سِلوٹوں اور جُھریوں کا ذکر کر دیا۔

احمد فراز نے کہا ہے۔

سِلوٹیں ہیں مرے چہرے پر تو حیرت کیوں ہے
زندگی نے مجھے کچھ تُم سے زیادہ پہنا

سامعین! اِس گفتگو سے خاکسار کے ذہن و دماغ میں ایک عمیق مضمون اُبھرنے لگا کہ جہاں عمر ڈھلنے پر جسم اور تَن میں جہاں کمزوری آنے لگتی ہے اور انسان کے بعض اعضاء بالخصوص چہرے پر بل پڑنے لگتے ہیں اور سِلوٹیں نمایاں ہونے لگتی ہیں۔ بعینہٖ انسان کے روحانی جسم میں اُس کا ایمان کسی وجہ سے کمزور ہوتا ہے تو اُس ایمان میں بھی مختلف قسم کی سِلوٹیں اور بل پڑ جاتے ہیں اور آہستہ آہستہ اسلامی تعلیم سے وہ دُور ہوتا جاتا ہے۔ کیونکہ اِن کا اثر جسم کے ساتھ ساتھ رُوح پر بھی ہوتا ہے۔

فیروز اللغات میں سِلوٹ کے تحت لکھا ہے۔ شِکن، بل، چُنّٹ اور کپڑے کی سطح پر پڑنے والی ہمواری کے بگاڑ کے نشانات کو کہتے ہیں۔ جبکہ کریز، استری کے ذریعہ پتلون، قمیص یا شلوار پر تہہ یا لائن بنانے کو کہتے ہیں جو کپڑوں کو سلیقہ مند اور پیشہ ورانہ شکل دیتی ہے۔ اچھی کریز کے لئے مناسب درجہ حرارت، بھاپ (Steam) کا استعمال

ہوتا ہے۔ بعض خاص قسم کے کپڑوں پر استری کرتے وقت کلف (Starch) کا استعمال کیا جاتا ہے۔ کریز بنانے کے لئے ہموار جگہ کا ہونا ضروری ہے۔ بعض اوقات نازک کپڑوں پر نرم ہلکا کپڑا رکھ کر استری کی جاتی ہے۔

کپڑوں کی کریز بنانے کی تفصیل کے طریقِ کار کو خاکسار نے تفصیل سے اس لئے بیان کیا ہے کہ ان طریقوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ہم اپنے جسموں کی روحانی کریز درست بناسکتے ہیں۔

اب مَیں اپنے سامعین کو اِس مختصر سی تمہید اور عنوان کے تعارف کے بعد اِس کے روحانی پہلوؤں کی طرف لاتا ہوں۔ ایک سگھڑ اور سلیقہ شعار خاتون اور مرد اپنے گھر، کام کاج اور زندگی کے تمام پہلوؤں کو ترتیب دیتے ہیں۔ اُن کی زندگی آداب (Mannars) سے آراستہ ہوتی ہے۔ انہوں نے job to do today کو ترتیب دیا ہوتا ہے۔ یہی لوگ اپنی زندگی میں کامیابی کے جھنڈے گاڑتے ہیں۔ ان کی مثال اُس شخص کے کپڑوں سے دی جاسکتی ہے جو استری کر کے، اُن پر کلف لگا کر کریز بنا کر کوئی چُنٹ یا شکن یا سِلوٹ نہ پڑنے دے اور لوگ اُسے دیکھ کر کہیں کہ یہ خوش لباس ہے۔ اچھے صاف ستھرے کپڑے پہنتا اور عطر کی خوشبو سے اپنے آپ کو معطّر رکھتا ہے اور خوبصورت دِکھتا ہے۔

انسانی جسم بھی لباس ہی کی طرح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مرد کو بیوی کا اور بیوی کو مرد کا لباس قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے۔

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ (البقرہ:188)

کہ وہ یعنی بیویاں تمہارا لباس ہے اور تم اُن کا لباس ہو۔

ایک اَور مقام پر اللہ تعالیٰ نے انسانی لباس کا ذکر یوں فرمایا ہے۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۭ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ ۭ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ (اعراف:27)

یعنی اے بنی آدم! یقیناً ہم نے تم پر لباس اُتارا ہے جو تمہاری کمزوریوں کو ڈھانپتا ہے اور زینت کے طور پر ہے اور رہا تقویٰ کا لباس! تو وہ سب سے بہتر ہے۔ یہ اللہ کی آیات میں سے کچھ ہیں تا کہ وہ نصیحت پکڑیں۔

سامعین! مادی لباس انسان کے لئے جہاں خوبصورتی کا باعث بنتا ہے وہاں موسم کی حدّت و شدّت سے اُسے بچاتا ہے، سکون اور آرام کا ذریعہ بنتا ہے نیز پردہ پوشی کا باعث ہوتا ہے۔ روحانی دنیا میں بھی یہی اُمور لباسِ تقوی پہننے کے لئے مدّ نظر رہنے چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ اعراف آیت 27 میں جس کا ذکر مع ترجمہ ابھی مَیں اوپر کر آیا ہوں۔ اُس میں اللہ تعالیٰ نے دو لباسوں کا ذکر فرمایا ہے۔ مادی لباس کے متعلق فرمایا لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا کہ یہ لباس تمہاری کمزوریوں (ننگ) کو ڈھانپتا ہے اور زینت کے طور پر ہے جب کہ روحانی، دینی اور اخلاقی لباس کو لِبَاسُ التَّقْوٰى قرار دے کر فرمایا ذٰلِكَ خَيْرٌ کہ یہ لباس دوسرے تمام لباسوں سے بہتر ہے اور فرمایا۔ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک ہے۔ الغرض تقویٰ کے لباس کو سب سے بہتر، عمدہ اور آیت اللہ میں قرار دیا گیا ہے۔ اِسی کی طرف مَیں آج توجہ دلا رہا ہوں کہ اِس لباس کو ہمیشہ تقویٰ، تعلق باللہ، محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، عشقِ قرآن اور آج کے دَور میں خلافت علیٰ منہاج النبوۃ سے ہمیشہ مزیّن رکھیں۔ اِس کی کریز پر کبھی شکن نہ آنے پائے۔ اِس پر کوئی ایسی سِلوٹ یا بَل نہ آئے جو لباس کو بھدّا بنادے۔ اگر کسی جگہ اِس لباس میں سوراخ ہو جائے یا شکستہ ہو کر پھٹنے کے قریب ہو تو فوراً پیوند لگا کر اِسے از سرِ نو پہناوے کے طور پر استعمال میں لانے کے قابل بنائیں۔ ہم اوپر سُن آئے ہیں کہ عام مادی لباس کو خوب صورت بنانے اور پہننے کے قابل بنانے کے لئے اُنہیں پہلے دھویا جاتا ہے۔ آج کل تو واشنگ مشین آچکی ہیں جو خود بخود کپڑوں کو ڈرم کے اندر پھینٹتی رہتی ہیں ورنہ ہم دیکھا کرتے تھے کہ ہماری خواتین ڈنڈے سے کپڑے کوٹ کر اُن کی میل کچیل نکالا کرتی تھیں اور دھوبی کپڑوں کو کسی پتھر یا چٹان پر زور زور سے پٹکتا تھا۔ بعینہٖ لباسِ تقویٰ کی صفائی سُتھرائی اور اُسے چمکا کر رکھنے کی خاطر اپنے جسم کو سختی سے گزارنا پڑتا ہے۔ اپنی رات کی نیندوں کو خیر آباد کہہ کر تہجد کے لئے نفس کُشی کرنی پڑتی ہے۔ نمازوں کے لئے اپنے نفس اور خواہشات کو مار کر پانچ وقت مسجد کا رُخ کرنا پڑتا ہے۔ وقت نکال کر تلاوتِ قرآن کرنی پڑتی ہے۔ بُرائیوں سے لِبھڑے اِس ماحول میں اپنے نفس کو جبراً اِس سے دُور رکھ کر نیکیوں کو بطور گلوبند پہننا ہوگا۔ یہ کوئی آسان کام نہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس مضمون کو یُوں بیان فرمایا ہے۔ اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ کہ یہ دنیا ایک مومن کے لئے قید خانہ ہے اور کافر کے لئے جنت ہے۔ صحابہ بھی کہتے تھے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں ہوتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں دوزخ اور جنت کی یاد دلاتے ہیں، تو ایسا لگتا ہے جیسے ہم انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ لیکن جب ہم مجلس سے نکل کر اپنی بیویوں، بچوں اور دنیاوی کاموں میں مشغول

ہوتے ہیں تو بہت سی باتیں بھول جاتے ہیں۔ لگتا ہے ایمان جاتا رہا۔ صحابہ یہ سوال لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ بات بتائی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر تم اس کیفیت پر ہمیشہ قائم رہو جو میرے پاس ہوتی ہے، تو فرشتے تمہارے بستروں پر اور تمہاری راہوں میں تم سے مصافحہ کریں گے۔ لیکن ایمان کی گھڑیاں ہوتی ہیں کبھی ایمان تازہ ہوتا ہے اور کبھی دنیاوی کاموں کی وجہ سے اس میں کمی آتی ہے۔

(صحیح مسلم:2750/ حدیث نمبر 6853)

پھر روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بے شک ایمان تمہارے دلوں میں اس طرح پرانا (بوسیدہ) ہو جاتا ہے، جس طرح کپڑا پرانا ہوتا ہے۔ تو تم اللہ سے دعا کیا کرو کہ وہ تمہارے دلوں میں ایمان کو تازہ کردے۔

(مستدرک حاکم: کتاب الایمان)

اِس حدیث سے بھی ثابت ہے کہ ایمان کے پیراہن میں بھی شگاف پڑسکتے ہیں بلکہ پڑتے ہیں۔ اِیمان پر بھی گناہوں کی مَیل چڑھ جاتی ہے اور اُس کا نُور کم ہو جاتا ہے، اُس کی قوّت گھٹ جاتی ہے، اور یہ سمجھایا گیا ہے کہ اِیمان کے گھٹنے کی صورت میں اس کی تجدید اور تازگی کے لیے ہمیں اللہ کی طرف ہی رجوع کرنا ہے۔ پُرانے وقتوں میں مادی کپڑوں میں ہونے والے سوراخ یا شگاف کو بعینہٖ اصل شکل میں لانے کے لئے پیشہ کے اعتبار سے رَفُوگر ہوا کرتے تھے جو اپنے تجربہ سے کپڑوں کے رنگ کے مطابق تاگوں کے تانے بانے جوڑ کر کپڑے کے سوراخ کو ایسا بھرتے تھے کہ محسوس بھی نہیں ہوتا تھا کہ رَفُوگر نے کہاں سے پیوند لگایا ہے۔ اب مادّی دُنیا میں یہ پیشہ تو ناپید ہو گیا ہے لیکن روحانی دنیا میں نہ صرف یہ قائم ودائم ہے بلکہ پہلے وقتوں سے اِس کی ضرورت میں اضافہ بھی ہوا ہے اور ہوتا چلا جارہا ہے۔ اسلامی دنیا میں بہت سی ایسی شخصیات رہی ہیں اور اب بھی ہیں اور تاقیامت رہیں گی۔ جو ایک مومن کی رَفُوگری کرتی ہیں اُس کے روحانی پیراہن پر پیوند لگاتی ہیں۔ اِس سلسلہ میں بات کو اگر آگے بڑھایا جائے تو رَفُو کے ذریعہ چاک ہوئے سوراخ کو بھرنے کے لئے ایک مومن خود ہی رَفُوگر ہے۔ انسان خود جانتا ہے اور اُس کا ضمیر اُسے بول بول کر آگاہ کر رہا ہوتا ہے کہ اُس نے غلطی کہاں کی ہے اور اُس کی اصلاح کیسے ہو سکتی ہے۔ ہاں اِس کے لئے اللہ تعالیٰ کی مدد درکار ہوتی ہے۔ ایک مومن سے جب کوئی غلطی ہو جائے تو اُسے اللہ کی طرف جھکنا چاہیے۔ اُس سے معافی کا طلب گار ہونا چاہیے۔ استغفار بار بار کرنا چاہیے اور اُس مومن کو وہ رستہ چھوڑ دینا چاہیے جہاں سے غلطی سرزد ہوئی ہے۔ اگر صاف نیّت سے استغفار کے ساتھ اللہ کی طرف جھکے، معافی مانگے تو اللہ تعالیٰ اُسے ایسا غسل دے گا کہ اُس کے روحانی لباس پر غلطی کا نام ونشان نہ رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کے اور اُس مومن کی اپنی کوششوں کے بعد انسانی روحانی لباس میں چاک کو بھرنے کے لئے انبیاء، اولیاء، اصفیاء اور خُلفاء کا ایک وسیع نظام ہے۔ جو اصلاحِ احوال کا کام تسلسل کے ساتھ کرتے ہیں۔ جماعتِ احمدیہ میں ہمارے پیارے امام ہمہ وقت اِس کام میں مصروف رہتے ہیں۔ خطبات، خطابات، ملاقاتوں اور خطوط کے ذریعہ ہمارے روحانی کپڑوں کے چاکوں اور سوراخوں پر پیوند لگانے میں مصروف نظر آتے ہیں۔ خلافت کے نظام کے تحت تربیتی نظام میں مربیان، مبلغین، معلّمین مقرر ہیں۔ جن کے ذریعہ رفوگری کا کام ہوتا ہے۔ انتظامی اعتبار سے جس میں تعلیم وتربیت بھی شامل ہے۔ اُمراء اور اُن کے تحت سیکرٹریان تربیت واصلاح وارشاد ہیں۔ جن کے ذریعہ پیوند لگانے کا کام ہوتا رہتا ہے۔ پھر ہماری ذیلی تنظیموں میں اصلاح وارشاد اور تعلیم وتربیت کا ایک مضبوط ومربوط نظام قائم ہے جو اپنی اپنی سطح پر مومنوں کے لئے روحانی پیراہن پر بنے سوراخوں کو رَفُو کے ذریعہ بھرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ رَفُو کرنے کا کام پیوندکاری سے خاصا مشکل ہوتا ہے جو صبر آزما ہے اور رَفُو کرنے والا بڑے تحمّل اور صبر آزما دور سے گزر کر ایسے رنگ میں رَفُو کرتا ہے کہ ایک مومن کی، کی گئی غلطی نظر بھی نہیں آتی۔ اُدھر ہمارا خدا بھی غفور ورحیم اور گناہوں کو معاف کرنے والا ہے۔ اپنے بندے کی غلطیوں کو جہاں معاف فرماتا ہے وہاں انہیں چھپا کر دفن بھی کر دیتا ہے کہ غلطی کرنے والے کو شرمندگی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ جب کہ پیوند لگے کپڑے میں گو سوراخ بند ہو جاتا ہے مگر وہ چھپی نمایاں طور پر نظر آرہی ہوتی ہے۔ اس لیے اپنے ایمان کی تجدید کرتے رہنا چاہیے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے ایمان کی تجدید کرتے رہا کرو۔ پوچھا گیا: یارسول اللہ! ہم اپنے ایمان کی کیسے تجدید کیا کریں فرمایا: ”لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ“ کثرت سے پڑھا کرو۔

سامعین! ہم اُوپر سُن رہے تھے انسانی جسم کو صاف ستھرا رکھنے اور کپڑے دھونے اور استری کرنے کے process کو ہم نے دیکھا ہے کہ دھوبی کپڑوں کو دھو کر پھر استری کے Process سے گزرتا ہے۔ جس کے مختلف جتن اور طریق ہوتے ہیں۔ وہ ایک شلوار یا قمیض پر ایک جگہ پر بنی دو تین کریزوں کو ختم کرکے ایک ہی کریز کر دیتا ہے۔ نرم کپڑوں پر ململ کا کپڑا رکھ کر استری کرے گا۔ کبھی پانی کے چھینٹے چھینک کر کپڑے کی اکڑاہٹ ختم کرتا ہے۔ بعینہٖ روحانی کپڑوں کو بھی استری کرنے، اچھے اعمال کی کریز بٹھانے، کسی کی اکڑاہٹ توڑنے کے لئے اسلامی تعلیم کے پانی سے اُسے نرم کیا جاتا ہے۔ ہم اس مضمون کو ایک اَور مثال سے سمجھ سکتے ہیں۔ ہم نے

درزی کو دیکھا ہے کہ وہ سلائی کرتے وقت اپنے پاس استری کو گرم رکھتا ہے اور بار بار وہ کپڑے کی تہہ بٹھا رہا ہوتا ہے۔ پھر سلائی مکمل ہوئے پینٹ، شلوار، قمیض یا شرٹ پر پورے زور سے ایک تہہ بٹھاتا ہے جو اُس کپڑے کی آخری تہہ ہوتی ہے جو نہ مٹتی ہے اور نہ ختم ہوتی ہے۔ ہم گھروں میں استری کرتے وقت اُسی تہہ کو فالو کرتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے بھی ہر مسلمان پر اسلامی تعلیم کی ایک کریز لگائی ہے۔ اُس کریز کو فالو کرنا اور اُسے استحکام دینا ضروری ہے۔ اپنے اندر اسلامی تعلیم کو راسخ کرکے۔ قرآنی تعلیم کو اپنے اندر اُتار کر، نیک اعمال اپنا کر۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا بھی یہی مقصد تھا کہ ہم اپنے روحانی لباس کو ہر طرح کی شکن اور ہر طرح کی نجاست سے بچائیں اور ہماری روحیں پاک صاف ہو کر خدا تعالیٰ کے آگے حاضر ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''مَیں خدا تعالیٰ پر ایسا ایمان پیدا کرانا چاہتا ہوں کہ جو خدا تعالیٰ پر ایمان لاوے وہ گناہ کی زہر سے بچ جاوے اور اُس کی فطرت اور سرشت میں ایک تبدیلی ہو جاوے۔ اُس پر موت وارد ہو کر ایک نئی زندگی اُس کو ملے۔ گناہ سے لذّت پانے کی بجائے اُس کے دل میں نفرت پیدا ہو۔ جس کی یہ صورت ہو جاوے وہ کہہ سکتا ہے کہ مَیں نے خدا کو پہچان لیا ہے۔ خدا خوب جانتا ہے کہ اس زمانے میں یہی حالت ہو رہی ہے کہ خدا کی معرفت نہیں رہی۔ کوئی مذہب ایسا نہیں رہا جو اس منزل پر انسان کو پہنچا دے اور یہ فطرت اُس میں پیدا کرے.... مَیں سچ کہتا ہوں خدا پر ایمان لانے سے انسان فرشتہ بن جاتا ہے، بلکہ ملائکہ کا مسجود ہوتا ہے. نورانی ہو جاتا ہے۔ غرض جب اس قسم کا زمانہ دنیا پر آتا ہے کہ خدا کی معرفت باقی نہیں رہتی اور تباہ کاری اور ہر قسم کی بدکاریاں کثرت سے پھیل جاتی ہیں، خدا کا خوف اُٹھ جاتا ہے اور خدا کے حقوق بندوں کو دیئے جاتے ہیں تو خدا تعالیٰ ایسی حالت میں ایک انسان کو اپنی معرفت کا نور دے کر مامور فرماتا ہے۔ اُس پر لعن طعن ہوتا ہے اور ہر طرح سے اُس کو ستایا جاتا اور دُکھ دیا جاتا ہے لیکن آخر وہ خدا کا مامور کامیاب ہو جاتا اور دنیا میں سچائی کا نور پھیلا دیتا ہے۔''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 493-494۔ ایڈیشن 2003ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''انسان پر جیسے ایک طرف نقص فی الخَلق کا زمانہ آتا ہے جسے بڑھاپا کہتے ہیں۔ اس وقت آنکھیں اپنا کام چھوڑ دیتی ہیں۔ اور کان شنوا نہیں ہوسکتے۔ غرض کہ ہر ایک عضو بدن اپنے کام سے عاری اور معطّل کے قریب قریب ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سے یاد رکھو کہ پیرانہ سالی دو قسم کی ہوتی ہے۔ طبعی اور غیر طبعی۔ طبعی تو وہ ہے جیسا کہ اوپر ذکر ہوا۔ غیر طبعی وہ ہے کہ کوئی اپنی امراض لاحقہ کا فکر نہ کرے۔ تو وہ انسان کو کمزور کرکے قبل از وقت پیرانہ سال بنادیں جیسے نظام جسمانی میں یہ طریق ہے۔ ایسا ہی اندرونی اور روحانی نظام میں ہوتا ہے۔ اگر کوئی اپنے اخلاق فاسدہ کو اخلاق فاضلہ اور خصائل حسنہ سے تبدیل کرنے کی کوشش نہیں کرتا تو اُس کی اخلاقی حالت بالکل گر جاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد اور قرآن کریم کی تعلیم سے یہ امر بداہت ثابت ہو چکا ہے کہ ہر ایک مرض کی دوا ہے۔ لیکن اگر کسل اور سستی انسان پر غالب آجاوے تو بجز ہلاکت کے اور کیا چارہ ہے۔ اگر ایسی بے نیازی سے زندگی بسر کرے جیسی کہ ایک بوڑھا کرتا ہے تو کیونکر بچاؤ ہو سکتا ہے۔''

پھر فرمایا:

''جب تک انسان مجاہدہ نہ کرے گا، دُعا سے کام نہ لے گا وہ غمرہ جو دل پر پڑتا ہے دور نہیں ہو سکتا۔''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 136-137 ایڈیشن 1984ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

'' اسلام ایک ایسا کامل اور مکمل مذہب ہے جس میں بظاہر چھوٹی نظر آنے والی بات کے متعلق بھی احکامات موجود ہیں۔ یہ بظاہر چھوٹی چھوٹی باتیں انسان کی شخصیت کو بنانے اور کردار کو سنوارنے کا باعث بنتی ہیں۔ ان سے ظاہری طور پر بھی انسان کے مزاج کا پتہ چلتا ہے اور اگر مومن ہے تو اللہ تعالیٰ سے تعلق کا بھی پتہ چلتا ہے، انہیں باتوں میں سے ایک پاکیزگی یا طہارت یا نظافت ہے اور ایک مومن میں اس کا پایا جانا انتہائی ضروری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو پاکیزگی اور صفائی پسند ہے اور اللہ تعالیٰ پاک صاف رہنے والوں سے محبت کرتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ (البقرہ آیت: 223) لیکن یہ بات واضح ہونی چاہئے جیسا کہ اس آیت میں فرمایا ہے کہ اصل اللہ تعالیٰ کا محبوب انسان اس وقت بنتا ہے جب توبہ واستغفار سے اپنی باطنی صفائی کا بھی ظاہری صفائی کے ساتھ اہتمام کرے۔ ہم میں سے ہر احمدی کا فرض بنتا ہے کہ ایمان کا دعویٰ کرنے کے بعد ہم اپنی ظاہری و باطنی صفائی کی طرف خاص توجہ دیں تاکہ ہماری روح و جسم ایک طرح سے اللہ تعالیٰ کی محبت کو جذب کرنے والے ہوں۔''

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 23 اپریل 2004ء)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

" اب اگر تم نے بھی شیطان کے حملوں سے بچنا ہے اور یہ شیطان کے حملے قدم قدم پر پھیلے ہوئے ہیں۔ اگر دنیاوی لالچوں سے بچنے کے لئے کوئی طریق اختیار کرنا ہے تو وہ یہی توبہ واستغفار ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنا ہے اور اپنے مقصد پیدائش کو پہچاننا ہی ہے۔ اس کے بغیر تمہاری کمزوریوں کو کوئی چیز دور نہیں کر سکتی۔ اس کے علاوہ کوئی ذریعہ نہیں ہے جو تمہیں شیطان کے حملوں سے بچا سکے۔ پس یہی چیزیں ہیں جن کی طرف تمہیں توجہ دینی چاہئے اور جب تم اس پر توجہ دوگے تو تمہارے دل میں اللہ کی خشیت اور اس کا تقویٰ پیدا ہوگا اور جب یہ تقویٰ پیدا ہوگا تو یہ تمہارا الباس بن کر رہے گا، تمہارے حسن کو نکھارے گا، تمہیں ہر شیطانی حملے سے محفوظ رکھے گا، اللہ کا قرب دلانے والا ہو گا۔ پس اگر دین و دنیا کی بھلائی چاہتے ہو تو اس تقویٰ کے لباس کو اپناؤ جو بہترین لباس ہے۔ جس میں تمہاری حفاظت کے ساتھ ساتھ موسم کی شدت سے، شیطانی حملوں سے بچنے کے علاوہ تمہاری خوبصورتی بھی ہے۔"

(خطبات مسرور جلد سوم صفحہ 658-659)

یہ مضمون بہت وسیع مضمون ہے۔ لیکن ایک آئیڈیا دے کر اِس پر غور کرنے کا کھلا میدان چھوڑ کر میں اِسے آپ پر چھوڑ رہا ہوں۔ ہاں اپنے جسموں کی سِلوٹوں کو دُور کرنے کے لئے آنحضور صلی اللہ سلم کا یہ ارشاد مدّ نظر رہے۔

"مَیں تم میں دو چیزیں ایسی چھوڑے جاتا ہوں کہ جب تک تم ان پر عمل پیرا ہوگے کبھی ناکام و نامراد نہ رہو گے اور وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت ہے۔"

(مؤطا امام مالك، كتاب القدر)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔"

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 26)

پھر فرمایا:

"قرآن شریف میں اوّل سے آخر تک اوامر اور نواہی اور احکام الٰہی کی تفصیل موجود ہے اور کئی سو شاخیں مختلف قسم کے احکام کی بیان کی ہیں۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 655)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"یاد رکھو کہ قرآن کریم میں پانسو کے قریب حکم ہیں اور اس نے تمہارے ہر یک عضو اور ہر یک قوت اور ہر یک وضع اور ہر یک حالت اور ہر ایک عمر اور ہر ایک مرتبہ فہم اور مرتبہ فطرت اور مرتبہ سلوک اور مرتبہ انفراد اور اجتماع کے لحاظ سے ایک نورانی دعوت تمہاری کی ہے سو تم اس دعوت کو شکر کے ساتھ قبول کرو اور جس قدر کھانے تمہارے لئے تیار کئے گئے ہیں وہ سارے کھاؤ اور سب سے فائدہ حاصل کرو۔ جو شخص ان سب حکموں میں سے ایک کو بھی ٹالتا ہے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ عدالت کے دن مواخذہ کے لائق ہو گا۔

اگر نجات چاہتے ہو تو دین العجائز اختیار کرو اور مسکینی سے قرآن کریم کا جوا اپنی گردنوں پر اٹھاؤ کہ شریر ہلاک ہو گا اور سرکش جہنم میں گرایا جائے گا۔ پر جو غریبی سے گردن جھکاتا ہے وہ موت سے بچ جائے گا۔"

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 548)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان نصائح پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(کمپوزڈ: تمثیل احمد)